یادرفتگان
مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی قدس سرہ
یکے از رفقائے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

عالم کی موت عالَم کی موت: موت العالِم موت العالَم۔ ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت اس لئے قرار دی گئی کہ عالم اسباب میں دین کی حفاظت وبقاء واشاعت کا ذریعہ وسبب عالم ہی ہوتا ہے۔ علماء میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت سے نوازا ہوتا ہے، جس طرح انبیاء ورسل کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعضھم ۔ اسی طرح وفوق کل ذی علم علیم کے تحت وارثین انبیائے کرام (علماء) میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اسلام کے ہر دور میں علم وتحقیق کے آفتاب ومہتاب چمکتے رہے۔ جن سے مشام عالم معطر ہیں اور رہے گا انہی میں سے ایک علم وعمل اور اخلاص وللہیت کے پیکر بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالغنیؒ بھی تھے، جو پرسوں ۱۰ رجمادی الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۶ رمئی ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب بوقت آٹھ بجے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیدائش وخاندان: آپ کی پیدائش کی تاریخ قطعی طور پر متعین نہیں۔ تاہم سن ۱۹۰۲ء مشہور ہے۔ آپ کے والد مولانا سعد الدینؒ اور دادا مولانا سراج الدینؒ علاقے کے جید اور معتبر علماء تھے۔ نسباً آپ قریشی النسل تھے۔

تعلیم اور دیوبند سے فراغت: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ چھچھ میں حضرت مولانا عبدالحنانؒ آف تاجک اور مولانا صدرالدینؒ آف شینکہ اور دیگر مقامی علماء سے حاصل کی اور مزید تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا۔ اس سفر کے دوران حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور والد محترم مولانا اظہار الحق مدظلہ کے ماموں بقیۃ السلف حضرت مولانا عبدالحنان دامت برکاتہم ساکن جانگیرہ آپ کے ساتھ شریک تھے۔ ۱۹۲۹ء میں دیوبند پہنچے۔ اُس سال وہاں طلباء کی ہڑتال کی وجہ سے ان کو داخلہ نہ مل سکا۔ اس لئے مظاہر العلوم سہارنپور کا رخ کیا۔ اور ایک برس تک وہیں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اگلے سال دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور یہاں چار سال تک اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۳۳ء کو فراغت پائی۔ اس زمانہ میں جد مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ بھی وہیں زیر تعلیم

تھے۔ غالباً دونوں حضرات رحمہا اللہ کی سنِ فراغت ایک ہی تھیں۔ جبکہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ کی فراغت ان سے ایک سال بعد ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ تاہم بعض کتب میں یہ شریک درس بھی رہے۔ دارالعلوم دیوبند میں ان کی اقامت بقول مولانا عبدالحنان کے دارجدید کے کمرہ نمبر 3 میں رہی۔

صوفیانہ مسلک: آپ نے نہ صرف حضرت مدنیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا بلکہ ان سے بیعت بھی ہوئے۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد دینی علوم کی ترویج واشاعت کیلئے اپنی زندگی وقف کی۔ فراغت سے متصل کلکتہ کے ایک دینی مدرسے میں آٹھ برس تک پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد لاہور کے جامعہ اشرفیہ اور جامعہ مدنیہ میں تدریس کرتے رہے اور تین دہائیوں سے زیادہ کراچی کے مدرسہ مظہرالعلوم میں پڑھاتے رہے۔

عالی السند: حضرت مولانا عبدالغنیؒ کو اپنے والد صاحب کے واسطہ سے جو سند واجازہ حدیث ملی وہ اس وقت برصغیر میں سب سے عالی سند سمجھی جاتی ہے۔ عصرحاضر میں آپ دارالعلوم دیوبند کے سب سے قدیم اور معمرترین فاضل تھے۔ ان کی عمر ۱۰۰ برس سے متجاوز تھی۔ دور دراز سے علماء اجازہ حدیث حاصل کرنے کیلئے چھچھ کے اس دورافتادہ گاؤں جلالیہ پہنچتے تھے۔ دن رات آپ کے گھر پر علماء اور مہمانوں کا ایک تانتا بندھا ہوتا۔

اولاد واحفاد: آپ کے عقد میں دو بیویاں آئیں اولاد میں مولانا ضیاء الاسلام فاضل حقانیہ حیات ہیں۔ جبکہ مولانا عبدالسلامؒ فاضل بنوری ٹاؤن اور مولانا عبدالباسط فیض یافتہ حقانیہ انتقال کر چکے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مولانا بدرعالم اشاعت القرآن حضرو کے فاضل ہیں۔

خانوادۂ شیخ الحدیث قدس سرہ کے ساتھ تعلق: جدِ مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ ان کا تعلق نہ صرف برادرانہ بلکہ عقیدت مندانہ حد تک تھا۔ ان کی وفات کے بعد عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور خانوادہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ گہرا مشفقانہ ربط وتعلق رہا۔ حضرت کے فرزند مولانا عبدالباسط مرحوم نے ابتدائی کتابیں دارالعلوم حقانیہ میں پڑھیں خاص طور پر ان کا حضرت مولانا سمیع الحق سے خصوصی تلمذ رہا۔ اس ضعف و نقاہت کے باوجود جس میں وہ گزشتہ دو دہائیوں سے مبتلا تھے۔ کبھی کوئی غمی اور خوشی کا ایسا موقع نہیں آیا کہ مولانا عبدالغنیؒ بہ نفس نفیس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نہ پہنچے ہوں۔ اہلیہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی وفات پر انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود دارالعلوم فاتحہ خوانی کیلئے آئے اور کئی گھنٹوں تک مسجد میں جلوہ افروز رہے۔

احقر کا شرف تلمذ ومجلس: احقر کو آج سے تین برس قبل ان کے گھر واقع جلالیہ میں شرف تلمذ حاصل ہوا۔ جلالیہ کا وہ سفر آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ گرمیوں کا موسم تھا جب میں اپنے ایک رفیق سفر مولوی صاحب حسین کے ہمراہ غورغشتی پہنچا۔ یہاں سے جلالیہ تانگے چلا کرتے تھے۔ جب ہم تانگہ میں سوار ہوئے تو میں نے تانگہ والے سے کہا کہ ہمیں مولانا عبدالغنی صاحب کے گھر جانا ہے تو انہوں نے اپنی دیہی زبان میں کہا کہ "چٹے مولوی صاحب کے گھر جانا ہے؟" یاد رہے کہ مولانا کا سرخ وسفید چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ لعل بدخشاں چمک رہا ہو۔ اسی وجہ سے

گاؤں والے ان کو چٹے مولوی صاحب کے نام سے پکارتے تھے۔ ہم نماز ظہر کے قریب جلالیہ پہنچے تو وہاں پتہ چلا کہ معمولاً حضرت نماز باجماعت کیلئے مسجد تشریف لاتے ہیں۔ ہم ان کے گھر کے متصل ملی مسجد گئے۔ یہاں نماز ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ علالت کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ نماز سے فراغت پر ہم ان کے گھر کے دروازے پر پہنچے' دستک دی تو ان کے پوتے مولوی بدر عالم بن مولانا عبدالسلامؒ نکلے جو اس وقت موقوف علیہ میں پڑھتے تھے۔ میں نے ان سے اپنا تعارف کروایا۔ تو انہوں نے پردے کا انتظام کر کے ہمیں ان کے کمرے تک پہنچایا۔ حضرت اس وقت نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ بعد میں ہم نے ان سے مصافحہ کیا' حضرتؒ کے کمرے کی کیفیت انتہائی سیدھی سادی و بے تکلف تھی۔ دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ دو چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں اور نیچے ایک سادہ سی چٹائی' جس کے قریب مصلی بچھا ہوا تھا۔ ہمیں اندازہ ہوا کہ دنیا کی زیب و زینت اور راحت و آرام کے سامان سے وہ کوسوں دور ہیں۔ میری آنکھوں کے سامنے جدی المکرم حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے کمرہ کا نقشہ پھر رہا تھا۔ اس کا نقشہ بھی اسی طرح انتہائی سادہ اور بے تکلف تھا۔ اس پُرفتن دور میں نفوس قدسیہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے جن کی تمام عمر علم دین کی خدمت میں گزری ہو۔ نہ راحت کی فکر نہ تنخواہ و مشاہرہ کا تصور' نہ دولت و عزت و جاہت کی آرزو' درحقیقت اسی قسم کے پاک طینت نفوس قدسیہ علوم نبوت کے امین اور مسند نبوت کے جانشین ہیں۔

ان لله عباداً فطنا طلقو الدنیا وخافوا الفتنا
نظروا فیها فلما علموا انها لیست لحی وطنا
جعلوها لجة وتخذوا صالح الاعمال فیها سفنا

حضرت نے اس ملاقات کے دوران ہمیں انتہائی شفقت و محبت سے نوازا۔ جس کا اثر آج تک اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ اذا رؤ ذکر اللہ کے عملی مصداق تھے۔ اس ملاقات میں انہوں نے ہماری تواضع ٹھنڈے مشروبات سے فرمائی۔ دوپہر کے کھانے کا پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ ہم کھانا کھا کر چلے ہیں۔ مشروبات کے بعد انہوں نے چائے بنانے کا کہا لیکن ہم نے بصد شکر معذرت کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔ پھر احقر نے ان سے اجازۃ حدیث حاصل کرنے کی تمنا پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں الماری میں بخاری شریف پڑی ہے اٹھا کر اس کے اول و آخری حدیث میرے سامنے پڑھو' میں نے کہا کہ حضرت بخاری شریف میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ میں نے ان کے سامنے اول و آخر حدیث پڑھی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ میری طرف سے تمہیں حدیث کی اجازت ہے۔ میرے دوسرے ساتھی نے بھی اجازت حدیث کی خواہش کی تو اسے بھی اجازہ مرحمت فرمائی۔ اجازت کیساتھ انہوں نے ہمیں اخلاص و تقویٰ کا دامن پکڑے رہنے کی تلقین بھی فرمائی۔ چونکہ ہماری وجہ سے گھر میں پردہ کروایا گیا تھا اس لئے ہم نے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا' اور واپسی کی اجازت دعا کے ساتھ چاہی۔ حضرتؒ نے ہمارے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین کا کام لے۔ رخصتی پر انہوں نے حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کے بارے میں ان الفاظ میں پوچھا کہ

میرا بھائی مولانا عبدالحنان صاحب کس حال میں ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ الحمدللہ بخیر و عافیت وصحت یاب ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا سلام ان تک پہنچا دینا۔ اور اس طرح یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اس مجلس میں ہمیں جو سکون واطمینان محسوس ہوا اس کا بیان الفاظ سے ممکن نہیں۔ ہمیں رخصت کرنے حضرت کے پوتے مولوی بدر عالم گاؤں سے باہر تک آئے تو میں نے انہیں مولانا عبدالغنیؒ کی سوانح لکھنے کی تشویق وترغیب دلائی کہ اس کا خصوصی انتظام کریں۔ جلالیہ سے ہم پیدل واپس غور غشتی پہنچے۔ غور غشتی تک کافی فاصلہ تھا تاہم حضرتؒ کی مجلس کی لذت کا تذکرہ کرتے کرتے یہ فاصلہ باسانی طے ہوا۔ اسی سفر میں شاہ ولی اللہ سرحد حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کے قبر کی زیارت کا بھی موقع ملا۔ وہاں قبر کے سرہانے تقریباً آدھ گھنٹہ جو اطمینان وسکون پایا وہ دنیا کے ہزار راحت وسکون کے سامانوں کے اندر نہیں

وفات کی خبر: مولانا عبدالغنیؒ کی وفات کی دلخراش خبر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی زبان سے ان کے مکان پر سنی' بعد از نماز عشاء انہوں نے فرمایا کہ آج ایک بہت بڑے عالم دین حضرت مولانا عبدالغنی وفات پاگئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ کل صبح ساڑھے دس بجے جلالیہ اٹک میں ادا کی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ پریشانی یہ ہے کہ کل دارالعلوم حقانیہ میں تقریب یوم والدین وسرپرستان کا انعقاد کیا گیا ہے جس میں سینکڑوں افراد میری دعوت پر آئیں گے اور اس کا وقت بھی اتفاقاً دس بجے رکھا گیا ہے۔ میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی حضرت کا شاگرد ہوں' اس لئے کل جنازہ میں شرکت کے لئے لازماً جاؤں گا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ کل صبح ہی کچھ فیصلہ کریں گے۔ صبح میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ جنازے میں میری شرکت بھی ضروری ہے اس لئے دارالعلوم کی تقریب دس بجے کی بجائے گیارہ بجے شروع کر دی جائیگی اور میں جنازہ میں شرکت کے بعد تقریب میں جلدی واپس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ کچھ ہی دیر بعد مولانا صاحب کے حجرہ پر مولانا شیر علی شاہ مدظلہ بھی پہنچ گئے وہ بھی جنازہ میں شرکت کیلئے تیار تھے۔ اسی دوران مولوی صاحب حسین اتفاقاً اساتذہ کی ملاقات کے لئے پہنچے' میں نے انہیں حضرت کے وفات کی خبر سنائی تو وہ بھی ہمارے ساتھ جنازے میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

جنازہ میں شرکت: نو بجے ہم جنازہ کیلئے اکوڑہ خٹک سے روانہ ہوئے۔ سوا دس بجے ہم جلالیہ کے نواح میں پہنچے تو دور دراز سے لوگ امڈ امڈ کر حضرت کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت کیلئے پہنچ رہے تھے۔ جلالیہ کی گلیوں اور کوچوں میں ہر طرف علماء وصلحا اور دیندار باشرع لوگوں کا سیل رواں نظر آرہا تھا۔ یہی ان کی عنداللہ مقبولیت کی نشانی بھی ہے۔ احقر سیدھا حضرت کے کوچے میں پہنچا جہاں انکے پوتے مولانا بدر عالم سے ملاقات ہوئی' انہوں نے معانقہ کیا تو میں نے پوچھا کہ پہچانا؟ انکا جواب تھا کہ ہاں جی! آپ جب میرے موقوف علیہ کے سال حضرت سے ملنے کیلئے آئے تھے

حضرتؒ کے آخری لمحات: میں نے ان سے حضرت کے آخری لمحات و بیماری کے بارے میں پوچھا تو ان کا بیان تھا کہ حضرت کو کئی دنوں سے اسہال کی شکایت تھی۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو ان کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے معائنے کے بعد دوا ئیاں تجویز کیں تو حضرت نے اس ڈاکٹر سے کہا کہ شفا دینے والا تو اللہ ہے تاہم

میں تمہیں نماز کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ کبھی نماز نہ چھوڑنا (حضرت ہمیشہ لوگوں کو نماز کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے) عصر کے وقت انہوں نے طلباء مدرسہ اشاعت القرآن حضرو کیلئے ایک ہزار روپیہ اور مدرسہ مولانا عبدالمتین واقع نرتوپہ کے طلباء کیلئے ایک ہزار روپیہ بھیجے اور پانچ سو روپیہ محلہ کی مسجد (کلی) کے قاری صاحب کو بھیجنے کا حکم دیا۔ مولانا بدر عالم نے کہا کہ میں نے مزاحاً جی (اہل محلہ اور گھر کے چھوٹے بڑے آپ کو وڈے جی کے نام سے پکارتے تھے) سے کہا کہ مجھے بھی کچھ دیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں سارا ہی تمہارا ہوں تمہیں کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔

عالم نزع: نزع کے وقت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ایسا محسوس کیا کہ انہوں نے ہاتھوں کے اشارہ سے نماز مغرب کیلئے نیت باندھی۔ اسکے بعد ہم کچھ نہ سمجھے کہ ان کی روح کس طرح پرواز کر گئی؟ نماز کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ گویا حضرت نے نیت باندھ کر دنیا سے تعلق و ناطہ توڑ کر خالق حقیقی سے ناطہ جوڑ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہیں ہماری ملاقات حضرتؒ کے فرزند مولانا ضیاء الاسلام حقانی سے بھی ہوئی۔ ان کا بیان تھا کہ حضرت موت سے قبل آخری دور میں یہ دعائیں کثرت سے پڑھتے تھے۔

اللھم تب علینا قبل الموت وسھل علینا شدۃ الموت وارحمنا عند الموت' ولا تعذبنا بعد الموت۔ یاخالق الحیاۃ والموت توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ انہ ھو الغفور الرحیم۔

اور اپنی زبان میں یہ دعا بھی مانگتے تھے "اے اللہ میری مدد فرما۔" اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ایسی آسان موت دی کہ ہم بھی نہ سمجھ سکے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ ...... پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے حضرت کے جنازے کے بارے میں مشورہ کیا ہے کون جنازہ پڑھائیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا تو خیال ہے کہ مولانا عبدالحنان دامت برکاتہم جو ان کے رفیق درس بھی رہے اور اس وقت ان سے معمر اور قدیم فاضل دیوبند کوئی بھی نہیں' وہ پڑھائیں۔ بہرحال مولانا عبدالحنان دامت برکاتہم کے بارے میں فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد ساڑھے دس بجے حضرت کا جنازہ گھر سے اٹھا کر باہر لایا گیا۔ سینکڑوں افراد جنازہ کو کندھا دینے کیلئے بیتاب ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ احقر کو بھی یہ سعادت ملی۔ جنازہ گاؤں سے باہر ایک کھلے میدان میں ادا کیا گیا' وہ وسیع و عریض میدان بھی تنگ دامنی کا شکار نظر آرہا تھا۔ جنازہ سے قبل احقر نے اعلان کیا کہ حضرت کے وارثوں اور علماء کے باہمی مشورے سے طے ہوا کہ جنازہ ان کے رفیق خاص مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم پڑھائیں گے۔ جنازہ گاہ میں لوگ دیوانہ وار حضرت کے آخری دیدار کے لئے بیتابی سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جلالیہ کی تاریخ میں اس سے بڑا جنازہ شاید ہی کسی کا ہوا ہو۔ ایک قابل ذکر بات یہ بھی حضرت کی مسجد کے مؤذن جس کا ان سے قلبی اور گہرا تعلق رہا وہ بھی ان کی وفات سے ایک گھنٹہ بعد رحلت کر گئے۔ ان کا جنازہ بھی ان کے ساتھ اکٹھا ادا کیا گیا۔ ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را